وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

شوقِ جہاد

شیخ الحدیث امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

مکتبہ صفدریہ

نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ الآیۃ

ایک دن یا ایک رات سرحد کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور ایک ماہ کے قیام سے بہتر ہے (الحدیث)

شوقِ جہاد

یہ رسالہ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر تحریر کیا گیا اور محترم جناب حاجی اللہ دتہ بٹ صاحب مرحوم نے اس کے دو ایڈیشن (پہلا دو ہزار اور دوسرا پانچ ہزار) شائع کرا کر پاک فوج میں تقسیم کرائے

جہاد کی اہمیت و ضرورت اور اس کے متعلق علمی مواد سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لیے دوبارہ اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔

مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ

طبع ششم .... جولائی ۲۰۱۳ء
۶

نام کتاب .... شوق جہاد

تالیف .... امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور

تعداد .... دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت .... ۲۰/- (بیس روپے)

ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ کتب خانہ صفدریہ 0300-4257988

☆ ادارہ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ مکتبہ صفدریہ چوہڑ چوک راولپنڈی
☆ مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ اڈا کامی ایبٹ آباد
☆ مکتبہ عثمانیہ میانوالی روڈ تلہ گنگ
☆ اقبال بک سنٹر نزد صالح مسجد صدر کراچی
☆ مکتبہ علمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ
☆ ادارہ نشرواشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
☆ مکتبہ حلیمیہ درہ پیزو لکی مروت
☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ مکتبہ الاظہر بانو بازار رحیم یار خان
☆ مکتبہ فاروقیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال
☆ مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
☆ والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
☆ ظفر اسلامی کتب خانہ جی ٹی روڈ گکھڑ

فہرستِ مضامین

انتساب

راقم اپنے اس کتابچہ کو فضائی بری اور بحری فوج کے ان بہادر جانباز اور دلیر مجاہدوں کی طرف منسوب کرتا ہے جنہوں نے 1965ء کی جنگ میں مکار اور بزدل بھارتی فوجوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنے سے کئی گنا زیادہ فوج اور اسلحہ سے لیس دشمن کو لوہے کے چنے چبوائے اور میدان میں پہنچنے کے بعد اپنی مقدس زمین کے ایک انچ رقبہ پر بھی حتی الوسع دشمن کو ناپاک قدم نہیں رکھنے دیا بلکہ ان کا سینکڑوں مربع میل رقبہ فاتحانہ انداز میں زیر کرلیا ان شیر دل اور شاہین صفت مجاہدوں نے دشمن کے تمام ناپاک منصوبے خاک میں ملا دیئے اور ان کو ذلت آمیز شکست دی سترہ دن کی جنگ میں دشمن کے ایک سو دس سے زیادہ ہوائی جہاز اور ایک بھاری بحری جہاز اور پانچ سو چالیس ٹینک اور دیگر بے شمار اسلحہ تباہ کر کے رکھ دیا اور جس سامان پر قبضہ کر کے مال غنیمت میں شامل کر لیا وہ اس سے الگ ہے اور ہزاروں بھارتیوں کو ٹھکانے لگا دیا اور خود مجاہدین اسلام نے اپنی جانیں تو جان آفرین کے سپرد کر دیں مگر زبان حال سے یہ کہتے ہوئے کسی محاذ پر اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے کہ

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میدان مگر جھکی تو نہیں

حتی کہ ایک مرہٹہ فوجی قیدی کا یہ مقولہ اخبارات و رسائل میں آچکا ہے کہ ہم انسانوں سے نہیں بلکہ جنوں سے لڑ رہے ہیں جو مجاہد زندہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دشمن کو نیست و نابود کرنے کی مزید توفیق بخشے اور جو شہید ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے آمین

ابو الزاہد محمد سرفراز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اما بعد

مذہب اسلام کی صداقت اور حقانیت کی بے شمار دلیلوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کی زندگی کے ہر موڑ ہر شعبہ اور ہر گوشہ میں واضح ہدایات دیتا ہے اور کسی بھی موقع پر وہ ان کو راہنمائی کے سلسلہ میں تشنہ نہیں چھوڑتا خوشی ہو یا غمی عبادات ہوں یا معاملات اپنے ہوں یا پرائے صلح ہو یا جنگ غرض یہ کہ ہر مقام پر اسلام ان کی صحیح صحیح دستگیری کرتا ہے اور وہ مسلمان جو قانون اسلام کو دل وجان سے اپنا چکے ہوں کہیں بھی ان کو ٹھوکر نہیں لگتی ہم اس مختصر کتابچہ میں جنگ اور اس کے بعض ضروری پہلوؤں پر باحوالہ بحث کرتے ہیں تاکہ ایک طرف مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ جو اس وقت خاصا ابھر چکا ہے مزید فروغ پائے اور مجاہدین اسلام ان ٹھوس واقعات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کریں اور جہاد کی تڑپ کو جلا دیں اور دوسری طرف باحوالہ تاریخی واقعات کو پڑھ پڑھ کر لطف اندوز ہوں اور ان کے پاس ہر واقعہ کا باقاعدہ ثبوت اور سند موجود ہو واقعہ محض افسانہ ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (پ5 النساء 10)

ترجمہ

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ نہیں لڑتے تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب نکال ہمیں اس بستی سے کہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار

اگرچہ یہ آیت کریمہ مکہ مکرمہ کے ان مظلوم اور کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جن پر مشرکین مکہ بے پناہ مظالم ڈھاتے رہے جس میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غیرت دلائی کہ تمہیں بدو وجہ کافروں سے لڑنا ضروری ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا دین بلند ہو کفر و شرک اور ہر قسم کی بدی اور فتنہ دنیا سے بالکل نیست و نابود ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کا دین اور اس کا قانون نافذ ہو اور فی سبیل اللہ جہاد اسی کا نام ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وقاتلوهم حتٰى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله پ9

سورۃ انفال 5)

ترجمہ

اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ فساد ختم ہو جائے اور دین سب اللہ ہی کا نافذ ہو کر رہے

اور دوسرے یہ کہ جو مسلمان ضعیف اور کمزور ہیں ان کو کفار کے ظلم و ستم سے نجات حاصل ہو لیکن قرآن کریم چونکہ قیامت تک تمام مسلمانوں (بلکہ اقوام عالم) کے لئے سر چشمہ ہدایت ہے اس لئے آج بھی دنیا

کے جس خطہ میں مسلمان مظلوم ہوں یہ آیت کریمہ طاقت اور قوت والے مسلمانوں کو جہاد کے لئے پکار رہی ہے اس وقت مسلمانان جموں و کشمیر پر بھارتی درندے جو مظالم کر رہے ہیں ان کو سن سن کر ہر غیرت مند مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے ان وحشی درندوں نے تقریبا پچاس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کی طرح طرح کو اذیتیں دیکر مکانوں میں زندہ جلا کر گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا ہے عورتوں کے پستان کاٹ کر زخموں پر پسی ہوئی لال مرچ اور نمک چھڑکا گیا ہے ان کی عصمت وناموس پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے سینکڑوں جوان عورتوں کو اغواء کر لیا گیا ہے آزادی کی آواز بلند کرنے والوں پر لاٹھیاں برسائی گئی ہیں سینکڑوں مسلمانوں کو کال کوٹھریوں میں بند کر دیا گیا ہے اور یہ مظالم کم نہیں ہوتے بلکہ دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں کشمیر و جموں کے کمزور اور ضعیف بوڑھے وناتواں مرد اور عورتیں اور معصوم بچے آج بھی یہ دہائی دے رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس علاقہ سے نکال جس میں ہم پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور ہماری امداد وحمایت اور نصرت و معونت کے لئے کسی باہمت فرد یا جماعت کو کھڑا کر جو ہمیں ان ظالموں کے شکنجہ سے چھڑائے یہی حال فلسطین قبرص فلپائن اور دیگران مقامات کا ہے جن میں طاغوتی قوتیں مظلوم مسلمانوں کے سینوں پر ظلم وستم کی چکی پیس رہی ہے اور گذشتہ دنوں مشرقی پاکستان میں بھارت کے ایجنٹوں اور تخریب کاروں نے جو مظالم کئے ہیں وہ کس باشعور اور صاحب فہم سے مخفی ہیں

اے بہادر اور غیور مسلم تو اب کسی چیز کا منتظر ہے؟ کیا وادی کشمیر میں معصوم بچوں اور بے گناہ عورتوں کے سرخ سرخ خون کے قطرے تجھے

تڑپانے کے لئے کافی نہیں ؟ کیا مظلوم مسلمانوں کی تڑپتی ہوئی لاشیں تجھے کفار کا مقابلہ کرنے کی دعوت نہیں دے رہیں ؟ جن پردہ نشین عورتوں کو آسمان کے ستاروں نے بھی کھل کر نہیں دیکھا تھا بھارتی درندوں کے ہاتھوں ان کی عصمت دری کے سنگین واقعات تجھے نہیں پہنچے ؟ ظالم اور درندے بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں شیر خوار بچوں پر ظلم کی فلک شگاف آوازیں تیرے کانوں میں نہیں پڑیں ؟ شہروں اور بستیوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا اے بہادر تجھے اس کا کچھ احساس نہیں ؟ جس رقبہ کا ایک ایک ذرہ بزبان حال یہ کہہ رہا ہے کہ

جہاں گھر تھا وہاں قبریں جہاں دل تھا وہاں شعلے
یہ ماتم خیز منظر سامنے ہے خوش دلی کیسی؟

تمنائے جہاد

جب ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں حق وباطل اور اسلام وکفر کے پہلے معرکہ جنگ بدر کی تیاری ہوئی تو جلیل القدر صحابی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے کمسن بھائی عمیرؓ بن ابی وقاص کو جناب سرور کائنات ﷺ نے واپس کرنا چاہا کہ یہ کمسنی میں دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا ؟ لیکن حضرت عمیرؓ رو پڑے آپ ﷺ نے ان کا جذبہ اور تڑپ دیکھ کر انہیں اجازت مرحمت فرمائی اور خود اپنے ہاتھ مبارک سے ان کے گلے میں تلوار لٹکائی (مستدرک حاکم جلد 3 ص188)

اسی جنگ بدر کے موقع پر حضرت سعدؓ بن خیثمہؓ بن الحارث کا یہ واقعہ منقول ہے کہ جب حضرت سعدؓ اور ان کے والد حضرت خیثمہؓ دونوں جنگ

بدر میں شرکت پر مصر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شریک جہاد ہو اور دوسرا اہل خانہ کی خبرگیری کرے حضرت حیثمہؓ نے اپنے فرزند سے کہا کہ تم یہاں رہو میں جاتا ہوں حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ اگر جنت کے بغیر کوئی اور سودا ہوتا تو میں آپ کو ترجیح دیتا لیکن یہ معاملہ تو جنت کا ہے لہٰذا میں خود اس میں شریک ہوں گا اور امید ہے کہ مجھے شہادت کی دولت نصیب ہو گی دونوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت سعدؓ کے نام پر نکلا اور وہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور عمرو بن عبدود کافر کے ہاتھوں شہید ہو گئے (مستدرک حاکم جلد 3 ص 189)

غزوہ احد کے معرکہ سے ایک دن پہلے حضرت عبداللہؓ بن جحش نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اے میرے مالک میں تجھ سے یہ التجاء کرتا ہوں کہ جب کل دشمنوں سے میری ملاقات ہو تو وہ مجھے یوں قتل کریں کہ میرا پیٹ چاک کردیں اور میری ناک اور کان تک کاٹ ڈالیں تاکہ جب میں تیرے دربار میں حاضر ہوں اور تو مجھ سے سوال کرے کہ یہ کاروائی کیوں ہوئی ہے؟ تو میں عرض کروں کہ اے مالک یہ محض تیری رضا کے لئے

(مستدرک حاکم جلد 3 ص 200 ومجمع الزوائد جلد 9 ص 30 رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح)

غزوہ احد کے معرکہ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے تھے اور کچھ حضرات زخمی تھے آنحضرت ﷺ نے حضرت زیدؓ بن حارثہؓ سے فرمایا کہ جاکر سعدؓ بن ربیع کو کہیں زخمیوں میں تلاش کرو اگر وہ دکھائی دیں تو میرا ان سے سلام کہنا اور ساتھ ہی یہ کہنا کہ حضور ﷺ تمہاری خبر دریافت فرما رہے ہیں حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی تلاش شروع کر دی چنانچہ میں نے ان کو ڈھونڈ لیا ان کے بدن میں ستر زخم تھے اور وہ آخرت کی تیاریوں

میں تھے میں نے آپ ﷺ کا سلام اور پیغام ان کو پہنچایا انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ پر اور تم پر سلام۔ آپ ﷺ سے میرا یہ پیغام عرض کرنا اجد ریح الجنۃ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یہ بھی عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور جملہ امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور میری قوم انصار سے یہ کہنا کہ جب تک تمہارے بدن میں جان ہے اگر تمہاری زندگی اور موجودگی میں آنحضرت ﷺ کو کوئی گزند پہنچا تو عنداللہ تمہارے کسی عذر کی سماعت نہ ہو گی یہ ارشاد فرما کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ ان کی روح مبارک جسم عنصری سے پرواز کر گئی (مستدرک جلد 3 ص201)

حضرت حنظلہؓ بن عبداللہ جب غزوہ احد کے دن صبح کی نماز پڑھ چکے تو اپنے گھر گئے نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنی بیوی حضرت جمیلہؓ سے میل جول کے بعد غسل ضروری ہو گیا اچانک کافروں کے حملہ کا اعلان ہو گیا اس خطرہ کے الارم کے بعد غسل کا موقع ہی انہیں نہ مل سکا وہ بلا توقف فوراً میدان جہاد میں کود پڑے اور بہادروں اور دلیروں کی طرح لڑتے رہے اچانک شداد بن الاسود نے حملہ کر کے تلوار سے انہیں شہید کر دیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے حنظلہؓ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ کیا ماجرا ہے؟ ان کی اہلیہ نے بامر مجبوری ان کی جنابت کا واقعہ سنایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبھی تو فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے (مستدرک حاکم جلد 3 ص204)

حضرت عقبہؓ بن نافع فہریؓ جو حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں مصر کے گورنر رہے ہیں افریقہ کو فتح کرتے ہوئے بحر محیط کے ساحل تک بڑھتے چلے گئے سمندر پر نظر ڈال کر اللہ تعالیٰ سے دعاء کی خدایا اگر یہ سمندر

درمیان میں حائل نہ ہوتا تو جہاں تک زمین ملتی میں تیری راہ میں جہاد کرتا جاتا (ابن اثیرؒ جلد3: ص43) اور گھوڑے کو پانی میں اتار کر کہا کہ خدایا تو خوب جانتا ہے کہ میں وہی چاہتا ہوں جو تیرا ولی ذوالقرنینؒ چاہتا تھا کہ تیرے سوا کوئی دوسرا پوجا نہ جائے (کتاب المونس ص29)

حضرت عقبہؓ بڑے مقبول الدعاء تھے حضرت امیر معاویہؓ نے جب انہیں دس ہزار کا لشکر دے کر افریقہ روانہ کیا تو انہوں نے اس کو فتح کر لیا اور مشہور شہر قیروان کی جگہ نہایت مہلک اور خطرناک جنگل اور درندوں سانپوں اور موذی قسم کے کیڑے مکوڑوں کا مرکز تھا حضرت عقبہؓ نے اللہ تعالٰی سے دعاء کی تو تمام موذی درندے اور جانور اپنے بچوں کو اٹھا کر لے گئے اور اپنے گھونسلے اور بلیں مجاہدین اسلام کے لئے خالی کر دیں اور جب حشرات الارض نے جنگل خالی کر دیا تو یہ دیکھ کر بربروں کی کثیر تعداد مسلمان ہو گئی (ابن اثیر جلد3 ص230 طبع مصر معجم بلدان جلد7 ص194 البدایہ والنہایہ جلد8 ص217)

سندھ کے چند قزاقوں نے کچھ مسلمان عورتیں جو اپنے اعزہ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں چھین لیں ایک عورت نے بے ساختہ مسلمانوں سے مدد طلب کرنے کی مظلومانہ صدا بلند کی مرکز اسلام نے سترہ سال کے نوجوان حضرت محمدؒ بن قاسمؒ کو مختصر سی فوج دے کر روانہ کیا اورانہوں نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر اور اس کے جملہ حواریوں کی ناک میں دم کر دیا اور وہ مسلمان عورتیں محمدؒ بن قاسمؒ نے سی ساکر سے واپس لیں (بلاذری ص441 وچچ نامہ بحوالہ تاریخ اسلام جلد2 ص170) فقہائے اسلامؒ نے اس کی تصریح کی ہے کہ اگر ایک مسلمان عورت بھی اقصائے مشرق میں کافروں کے پنجہ میں گرفتار

ہو تو مغرب کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو چھڑائیں چنانچہ فتاویٰ سراجیہ ص65 طبع نو لکشور)میں ہے امراۃ سبیت بالمشرق وجب علیٰ اهل المغرب ان یستنقذوهایعنی اگر کوئی عورت مشرق میں گرفتار ہو چکی ہو تو اہل مغرب پراس کا چھڑانا واجب اور ضروری ہے

کامیابی کا راز

قدرتی طور پر یہ خیال ہر متفکر کے دل میں آتا ہے اور تاریخ اسلام کے اوراق اس پر گواہ ہیں کہ مسلمان ہمیشہ تعداد میں کم اور کافی حد تک بے سروسامان رہے ہیں پھر بھی فتح ونصرت ان کے شامل حال رہی ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟اس کا آسان جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان عبادت اور عمدہ اخلاق کی بدولت عطا فرمایا ہے دیگر سینکڑوں واقعات کے علاوہ ایک یہی واقعہ عبرت پذیری کے لئے کیا کم ہے کہ جنگ قادسیہ کے موقع پر حضرت سعدؓبن ابی وقاص نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو رستم کے پاس جب بطور سفیر بھیجا تو حضرت مغیرہؓ کی تلوار بھی قرینہ کی نہ تھی نیام کی بجائے اوپر چیتھڑے لپیٹے ہوئے تھے (فتوح البلدان ص266)اور فتح انہی حضرات کو حاصل ہوئی اور یہی اشکال پہلے بھی پیش آتا رہا ہے چنانچہ ہرقل روم نے چند معزز اور صائب الرائے اشخاص سے پوچھا کہ عرب تم سے تعداد اسلحہ سروسامان اور ہر چیز میں کم ہیں پھر تم ان کے مقابلہ میں کامیاب کیوں نہیں ہوتے ؟ سب نے سر جھکا لئے ایک تجربہ کار شخص نے جواب دیا کہ عرب کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں وہ رات کو عبادت کرتے ہیں دن کو روزے رکھتے ہیں کسی پر ظلم نہیں کرتے آپس میں

برابری کے ساتھ رہتے ہیں ان کے مقابلہ میں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شراب پیتے ہیں بدکاریاں کرتے ہیں وعدہ کی پابندی نہیں کرتے دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ کہ ان کے ہر کام میں جوش واستقلال ہوتا ہے اور ہمارے کام ان سے خالی ہوتے ہیں (طبری بحوالہ تاریخ اسلام جلد1 ص172)

حضرت ابو وائل (شقیقؒ بن سلمہؒ) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ بن الولید نے اہل فارس کو خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالدؓ بن الولید کی طرف سے رستم ومہران اور دیگر اراکین سلطنت کی طرف

ان لوگوں پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں

امابعد ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور اگر اس سے تم انکار کرتے ہو تو اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر ہمیں جزیہ دو ورنہ یاد رکھو کہ میرے ساتھ جانبازوں کی ایسی جماعت ہے جو شہادت کی موت کو اس طرح پسند کرتی ہے اور اس کی متلاشی ہے جس طرح ایرانی شراب کو ڈھونڈتے ہیں جو لوگ ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ان پر سلام ہو (رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ جلد2 ص342) گویا مسلمانوں کے پیش نظر ہمیشہ یہ سبق رہا ہے کہ

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

ایمان اور عمل صالح کا ثمرہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ غلبہ تمہارا ہی ہو گا بشرطیکہ تم مومن ثابت ہو جاؤ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین جب

مسلمان ایمان و عمل صالح سے متصف تھے تو نصرت اور تائید خداوندی
ناساعد حالات میں بھی ان کی شامل حال رہی ہے جن واقعات کو ممکن ہے
مادہ پرستوں کی قاصر نگاہیں تو نہیں دیکھ سکیں اور ان کی نارسا عقلیں تسلیم نہ
کریں لیکن تاریخ اسلام کے یہ ایمان افروز سنہری واقعات ہیں حضرت
ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علاءؓ بن الحضرمی کو چار
ہزار مجاہدین کا لشکر دے کر بحرین کی طرف روانہ کیا راستہ میں دریا پڑتا تھا
اور ان کے پاس دریا عبور کرنے کے لئے کوئی کشتی نہ تھی حضرت علاءؓ نے
دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی اور پھر سب مجاہدین سے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دریا عبور کرلو حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سارا
لشکر پانی کی سطح پر سے گذر کر پار ہو گیا اور اونٹوں اور گھوڑوں کے پاؤں
کے تلوے تک تر نہ ہوئے (دلائل النبوۃ اصبہانی ؒ ص 502 طبقات الشافعیہ السبکی ؒ جلد 2
ص 71 وارج فی الفرج ص 64 للسیوطی ؒ طبع مصر)

اور اسی قسم کا واقعہ فاتح ایران حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے بھی
پیش آیا صفر 16ھ میں جب وہ بغداد کے قریب بہر سیر کے مقام پر اسلامی
لشکر لے کر پہنچے تو ایرانی کشتیوں کے ذریعے دریائے دجلہ عبور کے پار چلے
گئے چند دن تو مجاہدین اسلام وہیں پڑے رہے ایک رات حضرت سعدؓ نے
خواب میں دیکھاکہ وہ اسلامی لشکر کو لے کر دریا سے پار ہو گئے ہیں چنانچہ
انہوں نے اس خواب کو عملی جامہ پہنایا اور لشکر کو لے کر دریا عبور کر لیا
اس لشکر میں اونٹ سوار گھوڑے سوار اور پیدل بھی شامل تھے ایک شخص
بھی اس دریا میں ضائع نہ ہوا دریا ان کے لئے ایسا تھا جیسے جرنیلی سڑک
(دلائل النبوۃ اصبہانی ؒ ص 502) مسلمانوں کو اس حالت میں دیکھ کر ایرانی سخت

گھبرائے اور بھاگتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے کہ دیواں آمدند دیواں آمدند کہ ہمارے پیچھے تو دیو اور جنات مارچ کر رہے ہیں جو دریاؤں کو بھی کشتیوں کے بغیر عبور کر رہے ہیں غالبا ایسے ہی موقع کے لئے علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

دجلہ کو عبور کرتے وقت ایک مجاہد کا لکڑی کا پیالہ دریا میں جا پڑا ساتھیوں نے خبردار کیا کہ تمہارا پیالہ دریا میں گر گیا ہے سعی کرو اور اس کو پکڑلو اس مجاہد نے جس کا دل ایمان کی دولت سے بھرپور تھا یہ کہا کہ جب میں راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا ہوں تو پیالہ بھلا مجھ سے میرا پروردگار کیوں چھینے گا اگر میرا ہوا تو وہ مجھے ضرور ملے گا جب مجاہد کنارے پر پہنچا تو ہوا اور دریا کی لہروں نے وہ پیالہ مجاہد کے آگے پھینک دیا اس نے اپنے نیزے کے ساتھ وہ پیالہ باہر نکالا اور لے کر اپنے لشکر کے ساتھ جاملا(دلائل النبوۃ اصبہانیؒ ص505)

وقت کی پکار

اس وقت سب سے ضروری امر یہ ہے کہ تمام مسلمان صحیح معنی میں مومن اور متقی بن جائیں عقیدے درست کر لیں نماز اور روزہ کی پابندی کریں شکل اور صورت اور وضع قطع میں حضرت محمد ﷺ کی سنت کو اختیار کریں شراب ورقص اور فسق و فجور کی بے جا حرکتوں سے یکسر تائب ہو جائیں سود خوری اور رشوت سے باز رہیں جھوٹ اور غیبت سے کنارہ کشی

کریں زنا اور جوئے بازی اور ہر قسم کے گناہ سے سختی سے اجتناب کریں غرض کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں یہ یاد رکھیں کہ توبہ کی شرط یہ ہے کہ نماز اور روزہ وغیرہ جو فرائض غفلت اور نادانی کی وجہ سے رہ گئے ہیں ان کی قضاء کی جائے چنانچہ حافظ ابن القیم الحنبلیؒ لکھتے ہیں کہ توبہ کی یہ شرط ہے کہ اپنی سابق کوتاہی پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے فرائض کی ادائیگی میں شدت سے پابندی کرے اور گذشتہ کے فرائض (نماز روزہ وغیرہ) کی قضاء میں مصروف ہو جائے یہی آئمہ اربعہؒ (حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت امام مالکؒ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمدؒ) کا قول ہے اور دیگر بعض آئمہ کرامؒ کا بھی یہی قول ہے (مدارج السالکین جلد1 ص375 طبع مصر) علامہ عبداللہ بن محمدؒ المعروف بابن قضیب البان الحنفیؒ فرماتے ہیں کہ دعاء کی قبولیت کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نماز روزہ وغیرہ حقوق اللہ جو اس سے رہ گئے ہیں ان کی قضاء کرے اور حقوق العباد ادا کرے یا ان سے معافی لے (حل العقال ص17 طبع مصر) جب ہر ایک مسلمان کے دل میں نیکی کا جذبہ موجزن ہو اور ہر دل میں بدی سے نفرت ہویدا ہو تو نصرت الٰہی ضرور ان کا ساتھ دے گی الغرض مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ظاہری وباطنی حسی و معنوی ہر قسم کی نجاستوں سے پاک ہو جائیں اور اپنے قلب وقالب کو عقائد صحیحہ اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ وپیراستہ کر لیں اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں خصوصا میدان جنگ میں ذکر کا خصوصی حکم اور خاص اثر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

یاایھاالذین آمنو اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (پ10 سورۃ انفال 6)

ترجمہ

اے ایمان والو جب تم دشمن کی فوج سے لڑو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تاکہ تم مراد پاؤ

اس سے معلوم ہوا کہ میدان جنگ میں کامیابی اور مراد پانے کے لئے ثابت قدم رہنے کے علاوہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیئے ضرورت پڑنے پر نعرہ تکبیر سے کافروں کے دل اور کلیجے بھی ہلائے جا سکتے ہیں لیکن بلا ضرورت میدان جنگ مین آواز بلند کرنا پسندیدہ نہیں ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا پسند نہ کرتے تھے اور حضرت قیسؓ بن عباد سے مروی ہے کہ یہی عمل حضرات صحابہ کرامؓ کا تھا (مستدرک جلد 2 ص116) مسلمانوں کی کامیابی صرف اسلامی اصولوں میں مضمر ہے

ثابت قدمی

تمام دنیا اس امر پر متفق ہے کہ کامیابی سے ہمکنار وہی فوج ہو سکتی ہے جو میدان جنگ میں استقلال جرات بہادری اور بے جگری سے لڑتی رہے اہل اسلام کو میدان جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا تاکیدی حکم ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے اے ایمان والو! جب تم کافروں سے میدان جنگ میں لڑو تو ان کی طرف پیٹھ مت پھیرو اور تم میں سے جو کوئی ان کی طرف اس دن پیٹھ پھیر دے مگر یہ جنگ کا داؤ اھد ہنر کرتا ہو یا اپنی فوج میں جا ملنے کے لئے پھر جائے (یہ دونوں مستثنیٰ ہیں) تو وہ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے (پ9 انفال 2) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بڑے

گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ میدان جنگ میں کوئی شخص پیٹھ پھیر دے (ابو داؤد جلد ۱ ص 55، مسلم جلد ۱ ص 64) اس حکم کے بعد مسلمان پیٹھ کیسے پھیرے گا؟ اللہ تعالیٰ مجاہدین اسلام کو ہر محاذ پر ثابت قدم رکھے آمین

قلت و کثرت

مادی دنیا کے نزدیک تو قلت اور کثرت کا سوال ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فوجی نقطہ نظر سے حملہ آور فوج کے لئے کم از کم تین گنا ہونا لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن روحانی دنیا اور اسلامی تعلیم قلت و کثرت کو برائے نام ایک سبب سمجھتی اور محض ثانوی درجہ دیتی ہے مجاہدین اسلام کی فتح و نصرت اور کامرانی کا اصل راز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس پر اعتماد اور بھروسہ اور اسی کو مستعان یقین کرنے میں ہی مضمر بلکہ عیاں ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين پ2 سورة بقرة 33)

ترجمہ

بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

اور تاریخ اسلام میں مجاہدین اسلام کے سنہری کارنامے اس کا بین اور واضح ثبوت ہے غزوہ بدر میں صرف تین سو تیرہ جاں نثاروں کی بے مثال بہادری اور دلیرانہ مقابلہ میں ایک ہزار مسلح آہن پوش فوج کو ذلت آمیز شکست ہوئی ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے مسلمانوں کے پاس سامان جنگ کیا تھا؟ صرف آٹھ

تلواریں چھ زرہیں ستر اونٹ دو گھوڑے مگر فتح مسلمانوں کے لئے مقدر تھی کیوں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور حق کی خاطر لڑ رہے تھے

جہاد احد میں سات سو مسلمان تھے اور مقابلہ میں تین ہزار کافر تھے مگر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا اور کافر بظاہر فتح پانے کے پھر میدان چھوڑ گئے

جنگ خندق میں تین ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں چوبیس ہزار سے زیادہ کفر کی فوجوں کا تلاطم خیز سمندر تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی تائید اور امداد نے کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور وہ تقریباً ایک ماہ تک مدینہ طیبہ کا محاصرہ جاری رکھنے کے بعد بھی بے نیل مرام واپس چلے گئے اور ان کے ناپاک ارادے دل ہی میں مدفون ہو گئے

خیبر کی لڑائی میں سولہ سو (بلکہ صحیح روایت کے مطابق پندرہ سو) مجاہدین اسلام کا مقابلہ بیس ہزار یہودیوں سے ہوا اور چند دن کی صبر آزما لڑائی کے بعد خیبر کا سارا علاقہ فتح ہو گیا اور یہود نے ہتھیار ڈال دیئے اس لڑائی میں صرف بیس مسلمان شہید ہوئے اور ترانوے یہودی جہنم واصل ہوئے (تاریخ اسلام جلد 1 ص 56 مرتبہ دار المصنفین اعظم گڑھ)

جنگ قادسیہ میں تیس ہزار سے کچھ زائد مسلمان تھے اور ان کے مقابلہ میں ایک لاکھ بیس ہزار ایرانی تھے اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی مسلمانوں کو عطا فرمائی (مقدمہ ابن خلدون ص 158) جنگ یرموک میں بتیس ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں دو لاکھ رومی تھے (خلفائے راشدین ص 158) اور مؤرخ اسلام علامہ عبدالرحمٰنؒ بن خلدونؒ نے مشہور مؤرخ امام واقدیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یرموک میں چار لاکھ رومی مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما تھے

(مقدمہ ص158) اور امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں پینتالیس ہزار اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چھتیس ہزار مسلمان تھے اور سات لاکھ رومی مسلمانوں کے مقابلے میں لڑے ایک لاکھ پانچ ہزار قتل ہوئے اور چالیس ہزار گرفتار ہوئے اور اس میں صرف چار ہزار مسلمان شہید ہوئے (حاشیہ بخاری جلد1 ص527) جنگ یرموک میں کافروں کو شکست فاش ہوئی اختتام جنگ پر جب لاشیں گنی گئیں تو معلوم ہوا کہ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے ہیں اور ایک لاکھ رومی جہنم رسید ہوئے ہیں (خلفاء راشدین ص127) بلکہ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار رومی لقمہ اجل ہوئے (تاریخ اسلام جلد1 ص329 مولانا اکبر شاہ خانؒ) دور حاضر کے کافروں کو بھی اپنی کثرت پر گھمنڈ نہ ہو

جنگ اسپین میں بارہ ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں ایک لاکھ فوج تھی مگر فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی جس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ فاتح اندلس موسیٰؒ بن نصیرؒ نے اپنے غلام طارقؒ بن زیادؒ کو بارہ ہزار فوج دے کر راڈرک کے مقابلے کے لئے بھیجا دریا والڈیٹ کے کنارے مقابلہ ہوا جنگ شروع ہوگئی دونوں کی حالت اور قوت میں کوئی تناسب نہ تھا ایک طرف ہر طرح کے اسلحہ سے آراستہ پیراستہ ایک لاکھ فوج تھی اسپین بھر کے نامور اور بہادر جنگجو اور جاگیردار تھے اپنا ملک تھا سامان رسد کی فراوانی تھی دوسری طرف اپنے وطن سے دور کافی حد تک بے سروسامان مگر دولت ایمان سے لبریز اور شوق شہادت سے سرشار بارہ ہزار مجاہد تھے مقابلہ ہوا کافر یہ امید باندھے بیٹھے تھے کہ ہم مٹھی بھر مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے لیکن فتح وشکست تو مالک الملک کے امر سے ہوتی ہے راڈرک نے شکست فاش کھائی

اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی(فتوح الشام ص309 تا 313)اور تاریخ کا یہ انوکھا واقعہ بھی مجاہدین کی اسی فوج کے متعلق ہے کہ جب ان جیالے مجاہدوں نے کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کر لیا تو ساحل پر پہنچتے ہی طارقؒ بن زیادؒ نے کشتیاں جلا ڈالیں دریافت کرنے والوں نے دریافت کیا کہ ہم وطن سے دور ہیں اور واپسی کا ذریعہ یہی کشتیاں تھیں ان کو جلا ڈالنا دانشمندی نہ تھی اور شریعت کے رو سے سبب پر نگاہ رکھنا کوئی گناہ کی بات نہیں اب وطن کیونکر پہنچیں گے؟ حضرت طارقؒ بن زیادؒ نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر یہ فرمایا کہ جس ملک میں ہم نے قدم رکھا ہے یہ بھی تو ہمارا ہی ملک ہے ہمیں یہاں سے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم مسلمان ہیں اور خدا تعالیٰ کا سارا ملک ہی ہمارا ہے یہ تھیں ان اولوالعزم لوگوں کی بالغ نظریں بقول علامہ اقبالؒ

طارق چوں برکنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست
دوریم از سواد وطن باز چوں رسیم
ترک سبب زروئے شریعت کجا رواست
خندید و دست خود بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

462ھ میں قیصر ارمانوس دیو جانس تین لاکھ لشکر لے کر سلطان الپ ارسلان سلجوقیؒ (المتوفی 465ھ 1072ء) کے مقابلے کے لئے نکلا الپ ارسلانؒ کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج تھی پہلے تو گھبرائے لیکن امام ابو نصر

محمدؒ بن عبدالملک الحنفیؒ نے فرمایا کہ ہم خدا تعالیٰ کے دین کے لئے لڑتے ہیں ہماری امداد وہ خود کریگا ہمیں اپنی قلت کو ہرگز خاطر میں نہیں لانا چاہیے چنانچہ لڑائی ہوئی اور رب العزت نے مسلمانوں کو نمایاں کامیابی عطا فرمائی (تاریخ اسلام جلد 4 ص99) فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص نے امیرالمومنین حضرت عمرؓ سے ایک فوجی مہم کے لئے تین ہزار کی کمک طلب کی حضرت عمرؓ نے تین حضرات بھیجے اور فرمایا کہ لو یہ تین ہزار ہیں ان حضرات کے نام یہ ہیں حضرت خارجہؓ بن حذافہ حضرت زبیرؓ بن العوام اور حضرت مقدادؓ بن الاسود (سبل السلام جلد1 ص339 طبع مصر)

حضرت عمرؓ کے دور میں جنگ یرموک کے ایک محاذ پر صرف ساٹھ مسلمانوں کا ساٹھ ہزار کافروں سے مقابلہ ہوا جن کو جبلہ بن ایہم غسانی لے کر آیا تھا لیکن فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی (فتوح الشام ص314) کافروں نے شکست کھائی اور پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلے جنگ ختم ہونے پر جب لاشیں شمار کی گئیں تو معلوم ہوا کہ صرف دس لاشیں مسلمانوں کی ہیں (فتوح الشام ص314) اور دس ہزار لاشیں کافروں کی ہیں اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے

غزی ستون هم ستون الفا
ومع هذا تولوا مدبرینا

(مقدمہ باش مسلم اثبوت ص3) کہ ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کافروں کا مقابلہ کیا اور باوجود اس کثرت کے کافر میدان سے پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے

برصغیر کے حالیہ معرکہ حق وباطل میں جب کہ مکار اور بزدل ہندوؤں نے بغیر اعلان جنگ کے پاکستان کی مقدس زمین پر حملہ کر دیا جب

کہ ہندوستان کی آبادی پچاس کروڑ سے بھی زیادہ ہے اور پاکستان کی تقریبا دس کروڑ ہے اور ان کی فوج بھی پاکستان کی افواج سے چھ گنا زیادہ ہے اور اسی نسبت سے وہ کیل کانٹے سے لیس بھی ہے تو پاکستان کے شیر دل وشاہین صفت بہادر اور دلیر فوجیوں نے اپنی جان پر کھیل کر تاریخ میں ایک سنہرے اور سنہری باب کا اضافہ کیا ہے اور وہ کاری ضرب بھارت پر لگائی ہے کہ انشاء اللہ العزیز آنے والی نسلیں بھی اس کو نہ بھولیں گی ہر محاذ پر ان جیالے جانبازوں نے وہ عمدہ ترین کارنامے انجام دیئے ہیں جو تمام اہل پاکستان کے لئے فخر وشرف کا ایک نادر نمونہ ہے ان اہم فوجی کارناموں کا ٹھوس اور صحیح واقعات کی روشنی میں مؤثر انداز میں جمع کرنا تاریخی طور پر ملک وملت کی ایک بہترین خدمت ہو گی کاش کہ اس انداز سے اس کام کا بیڑا اٹھانے کے لئے کوئی گویا قلم اٹھے اور ذمہ دار فوجی افسر اپنے مشاہدات اور تحقیقات ضبط تحریر میں لے آئے ہمیں نہایت اجمالی طور پر جو حالات معلوم ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر ایک پاکستانی مجاہد کے مقابلہ میں تیس بھارتی فوجی میدان میں لڑے مگر بفضلہ تعالیٰ پلہ مجاہدین اسلام ہی کا بھاری رہا

روزنامہ کوہستان لاہور 22 اکتوبر 1965ء (ص 3 کالم 4) میں آنکھوں دیکھا حال کے عنوان سے جناب کیپٹن ایس اے زبیری کا اپنی بہن کے نام خط طبع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ 19 ستمبر کو دشمن نے پھر ہماری ہمت کو للکارا اس روز وہ تین ہزار پیادہ فوج اور بیس شرمن ٹینک میدان میں لے آیا اس فوج کے مقابلہ میں ہماری صرف ایک کمپنی کے سو جوان تھے جو کافی دیر تک ان کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ

صبح ہو گئی اس وقت کیپٹن زبیری کے دستے کو پھر دشمن سے ٹکر لینے کا حکم ملا لیکن ان کے پاس صرف چار ٹینک تھے اس جنگ میں بالکل نئے جنگی اصولوں کو اپنایا گیا جنگ کا مروجہ قاعدہ تو یہ ہے کہ حملہ آور فوج کی تعداد کم از کم تین گنا ہو مگر یہاں صورت حال اس کے بر عکس تھی اور اللہ تعالیٰ نے قلت کو کثرت پر فتح دینے کا اپنا وعدہ پورا کیا اور ہم نے یہ جنگ صرف چار چھوٹے ٹینکوں کی مدد سے جیت لی (الخ) اس مجاہد کے خط کو بار بار پڑھئے اور ملاحظہ کیجئے کہ رب قدیر کا وعدہ آج بھی جوں کا توں قائم ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنی قلت اور اسلحہ کی کمی کی کوئی فکر نہ ہونی چاہئے

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہتر ساتھی چار ہوتے ہیں اور بہتر پلٹن چار سو کی ہوتی ہے اور بہترین جیش یعنی ڈویثرن چار ہزار کا ہوتا ہے اور بارہ ہزار کو صرف قلت کی وجہ سے کبھی شکست نہ ہو گی (ابوداؤد جلد1 وموارد الظمآن ص400 ومشکوٰۃ جلد2 ص229) یعنی اگر کوئی اور علت ہو اور اس کی وجہ سے شکست ہو تو ہو سکتی ہے لیکن بارہ ہزار مومن قلت کی وجہ سے انشاء اللہ العزیز کبھی شکست نہیں کھائیں گے

شہید کا درجہ

نبوت اور رسالت کے بعد شہادت کا رتبہ ایک بہت اونچا رتبہ ہے اور دنیا کی ناپائیدار زندگی کے انقطاع کے باوجود شہیدوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک عمدہ اور باعزت زندگی حاصل ہوتی ہے اور ان کی شان کے لائق ان کو پروردگار کے ہاں سے رزق نصیب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل

احیاء عند ربھم یرزقون (پ۴ سورۃ آل عمران ۱۶۹)
اور تم ہرگز نہ خیال کرنا ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے گئے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے

ساری مخلوق میں جو رتبہ درجہ اور شان حضرت محمد رسول ﷺ کو حاصل ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں ہے اور خصوصیت سے ختم نبوت کا جو بلند مقام آپ کو مرحمت ہوا ہے وہ صرف آپ سے مختص ہے بایں ہمہ آپ نے مقام شہادت کو اجاگر کرنے کے لئے ایک موقع پر فرمایا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں (بخاری شریف جلد1 ص 10) جس امر کے حاصل کرنے کے لئے آپ بار بار آرزو کریں اس کے بہتر اور افضل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ قتل ہو جاتا ہے تو اس کے سوائے قرض کے (وہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہو جیسے نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ یا حقوق العباد ہوں) باقی تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں (مسلم جلد2 ص135)

حضرت مقدامؓ بن معدیکرب سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصیتیں ہیں (1) عین شہادت کے موقع پر اس کو مغفرت کی سند حاصل ہو جاتی ہے (2)اور قبر کے عذاب سے اس کو پناہ مل جاتی ہے (3)اور قیامت کے دن سخت گھبراہٹ کے موقع پر اس کو امن نصیب ہو گا (4)اور اس کے سر پر وقار کا

ایسا تاج رکھا جائے گا کہ اس تاج کے ایک موتی کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کے خزانے کوئی حیثیت نہیں رکھتے (5) اور اس کو بہتر (72) حوریں عنایت ہوں گی (6) اور اس کو اپنی برادری کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرنے کا حق دیا جائے گا (ترمذی جلد 1 ص 199 و قال صحیح)

اور حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہید اپنے خاندان کے ستر آدمیوں کے بارے میں شفاعت کرے گا (ابوداؤد جلد 1 ص 342 و موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ص 388)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے خون کا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو ابھی زمین میں جذب نہیں ہونے پاتا کہ فوری طور پر جنت سے اس کی دو بیبیاں نہایت سرعت اور بے تابی کے ساتھ جنت کے دو سوٹ لے کر اس کے پاس پہنچ جاتی ہیں ایک ایک سوٹ دنیا و مافیہا کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے (محصلہ مسند بحوالہ زاد المعاد جلد 2 ص 63) گویا شہید کے استقبال کے لئے حوریں بے تابی کے ساتھ اس کی منتظر رہتی ہیں اور باوجود طاقت اور ضرورت کے اگر کوئی مسلمان جہاد نہیں کرتا تو اس میں نفاق کا ایک پہلو ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ دل میں جہاد کا جذبہ رکھا تو وہ نفاق کے ایک شعبہ میں مرے گا (مسلم جلد 2 ص 141 و ابوداؤد جلد 1 ص 239)

جہاد ہندوستان

جہاد جہاں بھی ہو اور جس وقت بھی ہو جہاد ہے لیکن اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ بعض جہاد ایسے بھی ہیں جن کی مزیت نصوص سے ثابت ہے جن

میں ایک جہاد ہندوستان کے ساتھ بھی ہے صحاح ستہ کی مرکزی کتاب نسائی شریف کی دو حدیثیں ملاحظہ ہوں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الہند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی وان قتلت کنت افضل الشھداء وان رجعت فانا ابوھریرۃ المحرر (نسائی جلد2 ص52) ہم (مسلمانوں) سے آنحضرت ﷺ نے ہندوستان کے ساتھ جہاد کا وعدہ فرمایا ہے سو اگر مجھے ہندوستان سے لڑنے کا موقع میسر ہوا تو میں اپنا نفس اور اپنا مال اس میں پیش کروں گا اگر میں مارا گیا تو بہترین شہداء میں میرا شمار ہو گا اور میں زندہ واپس آگیا تو جہنم سے رہائی کی سند لے کر واپس آؤں گا

مختلف زمانوں میں متعدد غازیوں نے ہندوستان کے ساتھ جہاد کیا ہے جو سب اس حدیث کی بشارت کے بحمد اللہ تعالیٰ مستحق ہیں اور اس وقت بھی ہندوستان کے خلاف لڑنے والے مجاہدین اسلام اس صحیح پیش گوئی کے حقدار ہیں کیوں کہ اس وقت ہندوستانی فوجیں اور جنگجو حکام اپنی تعداد اور اسلحہ کی کثرت کے گھمنڈ میں جو مظالم نہتے مسلمانوں پر روا رکھ رہے ہیں اور زندہ مسلمانوں کو جلا رہے ہیں جن میں معصوم بچے اور صنف نازک بیشتر ہیں اور جس طرح ان کے املاک کو نقصان پہنچایا جارہا ہے مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے اور اس جہاد میں شرکت ان کی مذہبی غیرت کا اولین تقاضا ہے حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

عصابتان من امتی حررھما اللہ من النار عصابۃ تغزو

الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ علیہ السلام

میری امت کے دو گروہ ایسے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے ایک وہ گروہ ہے جو ہندوستان کے ساتھ جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دے گا(نسائی شریف جلد2 ص52 ومسند احمد ص278 ومجمع الزوائد جلد5 ص282 وکنزا لعمال ص202)

یعنی مجاہدین اسلام کی جس جماعت نے کشمیر مشرقی پاکستان اور دیگر علاقوں کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی حاصل کرنے اور اس کو برقرار رکھنے کی خاطر ہندوستان سے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا صلہ ان کو یوں عطا فرمائیں گے کہ ان کو جہنم کی آگ سے رہائی اور آزادی کا پروانہ مرحمت فرمائیں گے بلکہ اس کا وعدہ وہ کر چکے ہیں اب ضرورت قدم بڑھانے کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ!

اٹھیں تو گردش دوراں قدم بوسی کو حاضر ہو
بڑھیں تو لشکر کفار پر تیغ رواں ہم ہیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الھند یغزو الھند بکم جیش یفتح اللہ علیھم حتی یأتوا بملوکھم مغللین بالسلاسل یغفر اللہ ذنوبھم فینصرفون حین ینصرفون فیجدون ابن مریم علیھما السلام بالشام (اخرجہ نعیم بن حماد فی کتاب الفتن کنزا لعمال جلد7 ص367)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

ایک لشکر تمہیں ساتھ لے کر ہندوستان سے جہاد کرے گا نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان پر فتح دے گا حتیٰ کہ وہ ان کے بادشاہوں اور بر سراقتدار طبقہ کو ہتھکڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اللہ تعالیٰ ان مجاہدوں کے گناہ معاف کر دے گا پس جب وہ اس کاروائی سے فارغ ہوں گے تو اس وقت وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو شام میں پائیں گے

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت نازل ہو جائیں گے اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ ملک شام میں جامع مسجد دمشق کے سفید مینار پر بوقت صبح وہ نازل ہوں گے اور پھر مقام لد کے پاس دجال لعین کو قتل کریں گے پھر یہود ونصاریٰ اور دیگر کفارو مشرکین سے جہاد ہو گا حتیٰ کہ جہاں جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تسلط ہو گا اس زمین میں بجز اسلام کے اور کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا اور چالیس سال تک حکومت کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گی اور مدینہ طیبہ میں مسلمان ان کا جنازہ پڑھ چکنے کے بعد ان کو آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس میں دفن کریں گے (مزید تشریح رسالہ توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام میں دیکھیں)

شہید کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی

قدرتی طور پر انسان دکھ درد اور زخمی ہونے سے گھبراتا ہے اور بعض موقعوں پر اس کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہے لیکن شہید بفضلہ تعالیٰ اس سے بھی محفوظ رکھا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کو بوقت شہادت اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے (نسائی شریف)

جلد2 ص51 ابوداؤد جلد1 ص200 وموارد الظمآن ص388) موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں لیکن کیا ہی خوش نصیب ہے وہ مسلمان جس کو کفار سے لڑتے ہوئے شہادت کی موت نصیب ہو جائے کہ تکلیف ذرہ بھر نہ ہو اور خوشی وراحت ابدی میسر ہوجائے اور کفر کی دنیا کو تہ وبالا کر دینا تو مسلمانوں کا شیوہ ہے اہل اسلام کی فتح و کامرانی کی روشن مثالیں چودہ سو سال سے ان کے ساتھ ہی ساتھ چلی آرہی ہیں اور دشمن ان کو بخوبی جانتا ہے

چلیں تو مہرومہ کی رونقیں قربان ہو جائیں
گریں تو خرمن اشرار پر برق روا ہم ہیں

ناگہانی موت

جو شخص میدان جنگ میں کافروں کے مقابلہ میں آہنی ستون بن کر لڑتا اور شہید ہوتا ہے اور اسلام و قوم اور وطن کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ تو شہید ہے ہی مگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کو جو مسلمان ملک کے جس خطہ میں کافروں کے ہاتھوں ماراجائے وہ بھی شہید ہے اگر چہ وہ بالفعل لڑائی میں مصروف نہ بھی ہو ہاں اس کا مسلمان ہونا شہادت کے لئے بنیادی شرط ہے حضرت حارثہؓ بن نعمان غزوہ بدر کے موقع پر دشمن کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ ہوئے اس اثناء میں اچانک ایک تیر ان کے بدن میں پیوست ہو گیا اور وہ شہید ہو گئے ان کی والدہ حضرت ام حارثہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ دریافت کیا کہ حضرت اگر میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے تو میں صبر سے کام لوں اور اس پر ثواب کی امید رکھوں ورنہ رو کر دل کی بھڑاس تو نکال لوں (ان کو شبہ اس لئے ہوا تھا کہ

ان کا فرزند نہ تو لڑنے کے لئے گیا تھا اور نہ میدان میں مارا گیا تھا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس مرحمت فرمائی ہے جو سب سے اعلیٰ ترین جنت ہے (محصلہ مستدرک جلد 3 ص 204 و بخاری جلد 1 ص 394) حضرت حارثہؓ اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کیا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرات سنی میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب پڑھ رہے ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ حارثہؓ بن نعمان ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کا یہی بدلہ ہے (محصلہ مستدرک جلد 3 ص 208)

حسن نیت

مجاہدین اسلام کو ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو اور پوری دیانت کے ساتھ جو کام اپنے ذمہ لیا ہے اس کو بجا لانا کار ثواب سمجھیں اور نیت یہ ہو کہ اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کے لئے محض فی سبیل اللہ لڑتے ہیں انعام تمغہ اور شہرت وداد تحسین یہ سب امور اس عمدہ جذبہ کا سایہ ہے یہ جملہ امور خود بخود انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوتے رہیں گے حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت ایک شخص محض غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنی شہرت اور ناموری کے لئے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں فی سبیل اللہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ تو صرف وہ شخص ہے جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو (بخاری جلد 1 ص 394 و مسلم جلد 2 ص 139) اس عمدہ

جزبہ کے تحت اگر وہ چارپائی پر بھی مرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہادت کا درجہ حاصل ہو گا چنانچہ حضرت سہلؓ بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صدق دل کے شہادت کی موت طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے زمرہ میں داخل کرے گا اگرچہ چارپائی پر اس کی طبعی طور پر وفات ہوئی ہو(مسلم جلد2 ص141)حضرت ابو مالک الاشعریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نیت کر کے نکلے کہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرے گا اور اس اثناء میں وہ وفات پا گیا یا قتل کر دیا گیا یا گھوڑے اور اونٹ سے گر کر اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ جاں بحق ہو گیا یا کوئی زہریلا جانور اس کو ڈس گیا یا وہ طبعی موت سے مر گیا بہرحال جس طرح بھی اس کی وفات ہوئی تو وہ شہید اور جنت کا وارث ہے (ابوداؤد جلد1 ص 338)الغرض حسن نیت بھی ایک عبادت ہے اور اس کی وجہ سے بھی بسا اوقات انسان عمل کا درجہ حاصل کر لیتا ہے

سرحد کی حفاظت

اپنے ملک کی حفاظت اور اپنی سرحدوں کے بچاؤ کا انتظام بہترین نیکی اور عبادت ہے اور اس کے لئے جتنا وقت بھی صرف کیا جائے گا وہ عبادت ہی شمار ہو گا حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک دن بھی اپنی سرحد کی حفاظت کرنا دوسری جگہوں میں ایک ہزار دن (کی عبادت) سے بہتر ہے(محلہ ترمذی جلد1 ص200)حضرت فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کام انسان زندگی میں کرتا ہے وہ وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو جاتا ہے مگر اپنی سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہد کی جو نیکی وہ اپنی زندگی میں کیا

کرتا تھا اس کے مرنے کے بعد بھی قیامت تک وہ اس کے نامہ عمل میں بدستور درج ہوتی رہتی ہے اور قبر کی آزمائش (یعنی منکر و نکیر کے حساب) سے وہ بالکل فارغ ہو جاتا ہے (ابوداؤد جلد 1 ص 338 وموارد الظمآن ص 391)

حضرت ابو مرثد الغنویؓ کو جناب رسول ﷺ نے ایک رات دشمن کے مقابلہ میں پہرہ کے لئے بھیجا جب وہ صبح کے وقت واپس آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم رات کو گھوڑے سے نیچے اترے تھے ؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت بخدا صرف قضاء حاجت کے لئے اترا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کے بعد تو کوئی بھی عمل نہ کرے تو تیری بخشش کے لئے صرف یہی کافی ہے (مستدرک جلد 3 ص 221 وقال الذہبیؒ رواتہ ثقات) حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات اپنی سرحد کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور ایک ماہ کے قیام (یعنی ساری رات عبادت) سے بہتر ہے اور اگر سرحد کی حفاظت کرنے والا مجاہد مر گیا تو بھی اس کی وفات کے بعد اس کے سارے نیک عمل اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے اور اس کو جنت کا رزق ملتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اسے مامون رکھا جائے گا (مسلم جلد 2 ص 142)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مہینہ اپنی سرحد کی حفاظت کرنا ساری زندگی روزہ رکھنے سے بہتر ہے اور جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے وفات پا گیا تو قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے مامون رہے گا اور مرنے کے بعد سے ہی صبح و شام اسے جنت کا رزق ملتا رہے گا اور قیامت کے دن تک اس کا ہر نیک عمل اس کے عمل نامہ میں بدستور درج ہوتا رہے گا

(الفتح الکبیر جلد 2 ص22 عن الطبرانی وقال صحیح) اور یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک رات پہرہ دینا ان ہزار راتوں اور دنوں سے بہتر ہے جن میں ہر رات کو قیام کیا ہو اور ہر دن کو روزے رکھے ہوں اور نیز فرمایا کہ اس آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر آنسو بہائے اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہی ہو اور نیز فرمایا کہ جس آدمی نے رضاکارانہ طور پر مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا جس کو حکومت کی طرف سے مقرر نہ کیا گیا ہو تو وہ شخص دوزخ کی آگ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے گا بجز اس کے کہ پل صراط پر گذرتے وقت جو اسے نظر آئے گی (بحوالہ زاد المعاد جلد 2 ص62)

ان صحیح احادیث کے پیش نظر مجاہدین اسلام کو جو حکومت کی طرف سے یا رضاکارانہ طور پر اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ڈٹ کر موروچوں پر جمے ہوئے ہیں اور دن رات اپنے ملک وقوم کے بچاؤ کے لئے پہرہ دے رہے ہیں یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ ان کا یہ وقت بہترین عبادت اور طاعت رب قدیر میں صرف ہو رہا ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سر بلندی کی خاطر بدنی مالی اور قلمی جو بھی جہاد کرتے ہیں اور اس کے لئے جتنا وقت بھی وہ دے رہے ہیں وہ اتنے بڑے اجر کا حامل ہے کہ دنیا وما فیہا کے خزانے صرف کر کے بھی وہ ہرگز حاصل نہیں کیا جا سکتا

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دن کے پہلے حصے کا سفر یا دن کے پچھلے حصے کا سفر دنیا وما فیہا سے بہتر ہے (بخاری جلد 1 ص405، مسلم جلد 2 ص134) اور حضرت عبداللہ [illegible] سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ جس اللہ کے بندے کے پاؤں اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے
توان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی (بخاری جلد 1 ص 394)

مالی اور زبانی جہاد

جس طرح کفار کے مقابلہ میں اپنی عزیز جان پیش کرنا ایک بہت بڑا
جہاد ہے اسی طرح مال پیش کرنا بھی جہاد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ!

وجاهدوا باموالكم وانفسكم فى سبيل الله (پ 10 التوبہ 6)

ترجمہ

اور لڑو تم اپنے مال اور جان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

جس کے ثواب کا ادنیٰ درجہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق سات
سوسے شروع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بدرجہا
زیادہ دیتا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کے بے پایاں خزانوں میں کوئی کمی نہیں
ہے

رحمت حق بہا نمی جوید
رحمت حق بہانہ می جوید

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ غازی کو اپنے جہاد کا درجہ ملتا ہے اور اس کی مالی امداد کرنے والے
کو مال کا ثواب الگ ملتا ہے اور اس کے مال سے غازی جو جہاد کرتا ہے اس
کا اجر جدا ملتا ہے (ابوداود جلد 1 ص 342) اور حضرت خریمؓ بن فاتک سے روایت
ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فی سبیل اللہ مال خرچ

کرتا ہے اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے(ترمذی جلد1 ص196 ونسائی جلد2 ص54)اور حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مشرکوں کے ساتھ اپنے مال وجان اور زبان سے جہاد کرو (مستدرک جلد3 ص81 ابوداؤد جلد1 ص339 ونسائی جلد2 ص43)

ان صحیح اور صریح احادیث کی روشنی میں اس وقت پوری قوم کو ایک جان ہو کر کفر کے سیلاب کے مقابلہ میں آہنی دیوار بن کر جان ومال اور زبان کے جہاد کے لئے میدان میں نکلنا چاہئے اگر اس مناسب موقع سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو کچھ بعید نہیں کہ طاغوتی طاقتوں کو زیادہ پھولنے اور پھلنے کا وقت مل جائے گا سانپ کے بچہ کا سر اس سے پہلے ہی کچل دینا چاہئے کہ وہ سانپ اور اژدہا بن کر مزید خطرہ کا موجب بن جائے اے مسلم اور غیور قوم! اب تیرے لئے میدان میں کودنے کا وقت آگیا ہے اور ہاتف تجھے کہہ رہا ہے

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

اپنے خاندان کی حفاظت اور حق کی وصولی کے لئے شہادت

شہادت کا سب سے اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جان فی سبیل اللہ پیش کی جائے لیکن شہادت اسی ایک درجہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص صرف اپنی یا اپنے اعزہ واقارب میں سے کسی کی جان بچاتے ہوئے مارا گیا یا اپنی اور اہل خانہ کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے یا مال کو ظالم سے بچاتے ہوئے مارا گیا تب بھی وہ شہید ہے حضرت

سعیدؓ بن زید سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی جان ومال اور دین واہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا تو وہ بھی شہید ہے (ابوداود جلد2 ص302 ونسائی جلد2 ص155) اور حضرت سویدؓ بن مقرن سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے حق کی وصولی اور حفاظت کے سلسلہ میں مارا گیا تو وہ بھی شہید ہے (نسائی جلد2 ص155 والجامع الصغیر جلد2 ص178 وقال صحیح) ان روایات سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ مسلمان اس وقت ملک کی مدافعت کرتے ہوئے جہاد کرتے ہیں اور اس جہاد کے ذریعے نہ صرف وہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ پورے ملک اور قوم کی جان ومال دین وآبرو کی حفاظت کرتے ہیں اور مظلوم کشمیریوں اور بنگالیوں کو ان کا حق خود ارادیت دلوانے کے لئے ہتھیلی پر اپنی جانیں رکھ کر میدان جہاد میں نکلے ہیں اگر وہ دشمن کے ظالم ہاتھوں مارے گئے تو وہ شہید ہیں اور شہداء کے لئے جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے وہ انشاء اللہ العزیز اس کے مستحق ہیں اب ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس نیک جذبہ کے تحت ملک وملت کی مدافعت کرے

افواہیں پھیلانا

قوم اور ملک کی تباہی کے ظاہری اسباب میں سے ایک سبب غلط افواہیں پھیلانا بھی ہے جس سے لوگوں میں بے چینی پھیلتی ہے اور دشمن کو تقویت حاصل ہوتی ہے قانون وقت نے افواہیں پھیلانے کو جو جرم قرار دیا ہے وہ اپنی جگہ درست اور صحیح ہے قطع نظر اس سے اسلام نے اس پہلو پر بھی خاصی روشنی ڈالی ہے اور ہر کہ ومہ کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ امن یا خوف کی خبروں کو از خود نشر کرتا رہے چونکہ اکثر لوگ ظاہر بین اور سطحی قسم

کے ہوتے ہیں اس لئے وہ بات کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتے یہ کام تو اہل حل وعقد اور ارباب دانش کا ہے کہ وہ جس خبر کو چاہیں نشر کردیں اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تردید کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ

واذا جاء ھم امر من الامن اوالخوف آذا عوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم(پ5 النساء11)

ترجمہ

اور جب پہنچتی ہے ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو وہ اس کو مشہور کردیتے ہیں اور اگر وہ اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کی جو ان میں اس کی تحقیق کرنے والے ہیں

اس صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ امن یا خوف کی خبر کو از خود مشہور کرتا پھرے یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہر سنی سنائی بلت کو بیان کرنا بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لئے یہ جھوٹ کیا کم ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے (مسلم جلد1 ص8)اس سے معلوم ہوا کہ احتیاط کی چھانی میں چھاننے اور خوب تحقیق کرنے کے بغیر ہر سنی سنائی بات کو بیان کرنا جھوٹ ہے

ذخیرہ اندوزی

ہر ملک اور ہر قوم میں ہمیشہ کچھ لوگ ایسے بھی چلے آ رہے ہیں جن کا مقصد زیست ہی جلب زر ہوتا ہے اور وہ بے تابی کے ساتھ ایسے مواقع

کے متلاشی ہوتے ہیں جن سے ان کے پیٹ کی دوزخ بھر سکے اور ایسے بدطینت اور قوم وملک کے دشمنوں کے لئے جنگ کے زمانہ سے بہتر اور کون سا زمانہ ہو سکتا ہے جس میں ایک طرف تو وہ اشیاء نہایت گراں قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں اور دوسری طرف روز مرہ کے استعمال کی چیزوں کی مصنوعی قلت پیدا کر کے ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں پیغمبر اسلام ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے صاف اور صریح الفاظ میں یہ فرمایا ہےالمحتکر ملعون(حاکم عن ابن عمرؓ قال صحیح الجامع الصغیر جلد 2 ص185) کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے حالیہ جنگ میں پاکستان کے تاجروں نے جس طرح ایثار کا ثبوت دیا ہے وہ ایک تاریخی مثال ہے اور وہ بھی اس حسن کارکردگی پر مبارکباد کے مستحق ہیں اور امید ہے کہ وہ آئندہ بھی اپنے اس نیک اور مثالی جذبہ کو فراموش نہیں کریں گے

جہاد میں عورتوں کا جذبہ

اگرچہ صنف نازک کے لئے میدان کارزار میں جا کر مردوں کے دوش بدوش دشمن سے مقابلہ کرنا کوئی شرعی قاعدہ اور اصول نہیں تاہم ضرورت پڑنے پر عورتوں کے لئے اپنی اور اپنے اعزہ کی جان وناموس بچانے کے لئے مدافعت کرنا بعض مواقع پر نہ صرف جائز بلکہ ضروری بھی ہو جاتا ہے اور جب دشمن علاقہ اور شہر میں گھس آئے تو مدافعت فرض عین ہو جاتی ہے اور ایسے موقع پر عورت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر لڑنا فرض ہو جاتا ہے کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ

وفرض عین ان هجموا فتخرج المراة والعبد بلا اذن

(شرح وقایہ کتاب الجہاد ص 295)

جب دشمن کسی علاقہ میں گھس آئے تو اس صورت میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے جس میں عورت کو اپنے خاوند اور غلام کو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر لڑنا پڑے گا

جنگ احد میں جب کافروں نے یلغار کی اور آنحضرت ﷺ پر حملہ آور ہوئے تو حضرت ام عمارہؓ نسیبہؓ بنت کعب سینہ سپر ہوگئیں اور ان کی پوری مدافعت کرتی رہیں جب عبد اللہ بن قمیتہ دراتا ہوا آیا تاکہ سرور دوجہاں ﷺ پر حملہ کرے تو حضرت ام عمارہؓ نے آگے بڑھ کر یہ حملہ روکا چنانچہ ان کے کندھے پر زخم آیا اور اس میں غار پڑ گیا جب انہوں نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے تلوار ماری تو کارگر نہ ہوئی کیوں کہ ابن قمیتہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا(سیرت ابن ہشام جلد2 ص82)

میسلمہ کذاب کے مقابلہ میں ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے لڑتے ہوئے حضرت ام عمارہؓ نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا (طبقات ابن سعد جلد8 ص304) حضرت ام حکیمؓ جو حضرت عکرمہؓ کی اہلیہ تھیں جب ان کے خاوند حضرت عکرمہؓ اجنادین کے مقام پر حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں شہید ہو گئے تو عدت گزر چکنے کے بعد انہوں نے حضرت خالدؓ بن سعید سے نکاح کر لیا اور ابھی دعوت ولیمہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ مقام مرج الصفر میں (جو اب قنطرہ ام حکیمؓ کے نام سے یاد ہوتا ہے) اچانک رومیوں نے حملہ کر دیا حضرت خالدؓ بن سعید شہید ہو گئے اور حضرت ام حکیمؓ جو ابھی عروس ہی تھیں خیمہ اکھاڑ کر کفار پر حملہ کر دیا اور سات کافر قتل کر کے جہنم رسید کر دیئے(اصابہ جلد8 ص225)

غزوہ خندق کے موقع پر حفاظ ما تقدم کے طور پر آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو حضرت حسانؓ بن ثابت کے مستحکم قلعہ فارع میں جمع کر دیا تھا جو یہود کی آبادی کے متصل تھا جب یہود نے اس قلعہ پر حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کی تو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی چوب سے بڑی جرات اور دلیری کے ساتھ ایک یہودی کو قتل کر ڈالا اور یہ کاروائی دیکھ کر یہود کی ہمتیں پست ہو گئیں (طبقات ابن سعد جلد 8 ص 27 واسد الغابہ جلد 5 ص 493 وزرقانی جلد 2 ص 129)

جنگ یرموک میں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ حضرت ام ابانؓ حضرت ام حکیمؓ حضرت خولہؓ حضرت ہندہؓ اور ام المومنین حضرت جویریہؓ نے بڑی بہادری اور جرات سے جنگ کی تھی (مقدمہ سیر الصحابیات ص 5)

اور غزوہ حنین میں حضرت ام سلیمؓ کا خنجر لے کر نکلنا ایک مشہور بات ہے (مقدمہ سیر الصحابیات ص 5)

حضرت خنساءؓ بنت عمرو بن الشرید کے چار بیٹے تھے جنگ قادسیہ میں انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو پاس بلا کر نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو ادب عربی کا ایک شاہکار ہے اور تقریر میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کفار سے لڑنے میں جو اجر و ثواب ہے وہ تمہیں معلوم ہے اور دنیا کی فانی اور ناپائیدار زندگی سے آخرت کی دائمی اور باقی زندگی بہتر ہے جب کافروں سے نبرد آزما ہو تو نہایت بہادری اور پامردی سے لڑو حتیٰ کہ جنت الفردوس کی ابدی خوشیاں تمہیں نصیب ہوں ان کے چاروں بیٹے بلائے ناگہانی کی طرح برق بن کر دشمن پر جاپڑے اور ان کی صفوں کی صفیں الٹ دیں اور بالآخر سب جام شہادت نوش کر کے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے جب ان کی والدہ ماجدہ کو

ان کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
یہ شرف بخشا کہ میرے چاروں بیٹے اس نے قبول فرمالئے مجھے امید ہے کہ
اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے بیٹوں کو جنت میں جمع کرے گا حضرت عمرؓ نے ان
کے چاروں بیٹوں کا وظیفہ ان کے نام جاری کر دیا جو ان کو باقاعدہ ملتا رہا
(طبقات الشافعیہ السبکی" جلد 1 ص 137 طبع مصر)

مسلم خواتین ان تاریخی حقائق کی روشنی میں اپنے دین وناموس اور
جان مال کی حفاظت کے لئے دشمن سے مقابلہ کرنے کا مسئلہ بخوبی سمجھ سکتی
ہیں

روحانی قلعہ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مادی دنیا میں اپنے بچاؤ کے ظاہری اسباب
پر بھی نگاہ مرتکز کی جاتی ہے اور قرآن وحدیث کے واضح احکامات سے یہ
ثابت ہے کہ مسلمان ان ظاہری ہتھیاروں کو مہیا کرنے اور ان سے کام لینے
کا بھی شرعاً مکلف ہے آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ کا عمل بھی اس
کی روشن مثال ہے جنگ احد میں آپ دوہری زرہ پہن کر میدان میں نکلے
تھے مگر یہ سب کچھ ظاہری اور مادی ذرائع ہیں ان سے کہیں زیادہ مؤثر
روحانی اور حقیقی اسباب ہیں اور اکمل ترین لوگوں کی نگاہ صرف اللہ تعالیٰ کی
مدد پر ہوتی ہے وہ اگر ظاہری اسباب اختیار کرتے ہیں تو محض حکم کی
بجاآوری کے لئے اعتماد اور بھروسہ ان کا ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کامیابی کا
ذریعہ روحانی اسباب ہی ہیں ان اسباب میں ایک سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے
اور مومن کے لئے ذکراللہ ناقابل تسخیر اور مضبوط قلعہ ثابت ہوتا ہے ایک
حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص

کے پیچھے نہایت تیزی کے ساتھ دشمن بھاگ رہا ہو وہ دشمن کے خطرہ سے بچنے کے لیۓ ایک مضبوط قلعہ میں پناہ گزین ہو جائے اور اس طرح اس سے اپنی جان بچالے اسی طرح شیطان اور شیطانی کاروائی سے جان محفوظ رکھنے کے لیۓ اللہ تعالیٰ کا ذکر حصن حصین ہے(مستدرک. جلد1 ص422 قال الحاکم وافرہ الذہبی علی شرطہما)

مومن کا ہتھیار

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعاء مومن کا ہتھیار دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور ہے(الجامع الصغیر جلد2 ص17 بروایت مسند ابی یعلیٰ وحاکم وقال صحیح)

قرآن وحدیث میں بے شمار دعائیں آئیں ہیں جو دعاء بھی مسلمان کرے باذن اللہ تعالیٰ اس کی کامیابی ہو گی ذیل کی دعائیں بھی خصوصیت سے پیش نظر رکھنی چاہئیں غزوہ احد کے اختتام پر جب مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی اور کفار کے چیلوں نے انہیں یہ کہا کہ تمہارے مقابلہ میں بے پناہ لوگ جمع ہیں تو اس موقع پر قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق مؤمنوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ

حسبنا اللہ ونعم الوکیل (پ4 سورۃ آل عمران18)

ترجمہ

ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی خوب کار ساز ہے

یہ دعاء بھی مجاہدین کی زبانوں کی ورد ہونا چاہئے حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مصیبت اور پریشانی کے وقت یہ دعاء پڑھنے کی تعلیم دی

لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ وتبارک اللہ رب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین (مستدرک جلد1 ص588 صحیح علی شرط مسلم)

کوئی مشکل کشاء نہیں بجز اللہ تعالیٰ جو تحمل کرنے والا کریم ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور برکت والی ہے اللہ تعالیٰ بڑے عرش کا رب ہے اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی صبح وشام تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے گا اس کو بفضلہ تعالیٰ کوئی چیز ضرر اور نقصان نہیں پہنچا سکے گی

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم (ترمذی جلد2 ص174 ومستدرک جلد1 ص514 صحیح)

ترجمہ

میں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے پناہ چاہتاہوں جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہی سننے والا جاننے والا ہے

مگر یہ یاد رہے کہ دعاء وہی زود اثر ہوتی ہے جو پورے اخلاص اور دلجمعی سے کی جائے اور دعاء کرتے وقت کامل یقین رکھا جائے کہ ہم عاجز اور گناہ گار ہیں اور اس سخی ذات کے سامنے دست سوال پھیلا رہے ہیں جو خزانوں کی مالک ہے اور سب مخلوق کو اس کی ساری قلبی تمنائیں دے کر بھی اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی جب اس ذوق وشوق اور کامل

توجہ سے کوئی دعاء کرے گا تو یہ یقین کامل رکھے کہ دعاء کا یہ بے خطا ہتھیار
انشاء اللہ تعالیٰ رائیگاں نہیں جائے گا مگر یہ سب کچھ سوزوگداز اور دلجمعی
سے ہو بایں طور کہ بدن کے ایک ایک رو نگٹے پر خشیت اور خوف طاری
ہو اور صبح کی نماز میں رکوع کے بعد جماعت کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا
بھی سنت صحیحہ سے ثابت ہے آئمہ مساجد کو اس کا خیال بھی رکھنا چاہئے یہ
سب کچھ کرنے کے بعد بھی توکل اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر ہو مگر ساتھ طلب
صادق بھی ہو

سرور و نور وجد و حال ہو جائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے تیرے دل میں ہو طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی کی ہے جس نے شب پیدا

حلال روزی کی اہمیت

نزول رحمت فتح ونصرت اور دعاء کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر
عبادات وطاعات پر پابندی اور ہر قسم کے جرائم ومعاصی سے اجتناب ضروری
ہے وہاں خاص طور پر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ خوراک جو پیٹ میں
جائے وہ حلال کی ہو حرام کی کمائی کہ وہ سود ورشوت کے طور پر حاصل کی
گئی ہو یا وہ کمائی [illegible] ارت اور دیانت داری سے ڈیوٹی ادا نہ کرنے سے
حاصل کی گئی یا کوئی اور غیر شرعی طریقہ اس کے حصول کا اختیار کیا گیا ہو
بہر حال [illegible] کا عبادات وطاعات کی قبولیت اور خاص طور پر دعاء کی مقبول
ہونے پر بڑا اثر پڑتا ہے جلیل القدر صحابی سعدؓ ابن وقاص نے ایک موقعہ

جناب رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت میرے لئے دعا کریں کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعدؓ حلال کی روزی کھاؤ تم مقبول الدعاء ہو جاؤ گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ بے شک آدمی اپنے پیٹ میں ایک لقمہ حرام کا ڈالتا ہے اور چالیس دن تک وہ مقبولیت سے محروم ہو جاتا ہے اور جس شخص کے بدن پر حرام کی کمائی اور سود کی آمدنی سے گوشت پیدا ہو تو وہ آتش دوزخ کا زیادہ مستحق ہے (تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 202 طبع مصر)

یہ ضروری نہیں کہ تائید ربانی اور نصرت الٰہی کے نزول کے لئے قوم کا ایک ایک فرد متقی اور پرہیزگار ہو ہاں مگر یہ قابل توجہ امر ہے کہ قوم کی اکثریت یا معتدبہ حصہ اطاعت شعار اور فرماں بردار ہو اور اپنی سابقہ غفلتوں اور گناہوں پر گڑگڑا گڑگڑا کر توبہ واستغفار کرتا ہو اور دنیاو مافیہا سے بے نیاز ہو کر سکون دل سے اپنے خالق کے سامنے جھکا رہے اور یہ یقین رکھے کہ دنیا میں جس چیز کا ہونا مقدر ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گی بقول اکبر مرحوم

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا
سکون دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

استحکام پاکستان

پاکستان اس وقت تمام دنیا میں آبادی کے اعتبار سے (اور حقیقت یہ کہ ایک گونہ مذہبی لحاظ سے بھی) مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت ہے اس کی بقاء تحفظ استحکام اور مضبوطی ہر ایک مسلمان بلکہ ہر پاکستانی کا فریضہ

ہے یہ ملک محفوظ رہے گا تو مذہب وملت اور عزت وناموس بھی انشاء اللہ
تعالیٰ محفوظ ہو گا اور اگر خدانخواستہ اس پر زوال آیا تو پھر ہر ایک کو دگرگوں
حالات کا سامنا کرنا پڑے گا خدا تعالیٰ نہ کرے کہ وہ وقت آئے اس لئے تمام
اہل پاکستان کو عموما اور مسلمانوں کا خصوصا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملک اور
قوم کی حفاظت کا عہد کرلیں اور دشمن کے مقابلہ میں بنیان
مرصوص یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں اور خداداد قوت وطاقت
کو بروئے کار لاکر کفر کی دنیا کو بالعموم اور ہندوستان کے برہمنوں اور پنڈتوں
کو بالخصوص اپنا لوہا منوانے کا عزم بالجزم کرلیں جب اس ارادہ کو آپ اپنے
دل میں جگہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے گا کیوں کہ مشہور ہے
جوئندہ یابندہ ـ اسلام زندہ باد ـ پاکستان پائندہ باد

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ
واصحابہ وجمیع امتہ الیٰ یوم الدین (آمین)

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر خطیب جامع گکھڑ
وصدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ وامیر جمعیتہ علماء
اسلام ضلع گوجرانوالہ
30 شوال 1391ھ ـ بمطابق ـ 9 دسمبر 1971ء